Regd S. No 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پورٹ بکس نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایس نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

المصلح

فی پرچہ ۱/

بدھ

۲ ربیع الثانی سنہ ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر: عبد القادر بی۔ اے

جلد ۶ | ۹ فتح ۱۳۳۲ھش - ۹ دسمبر سنہ ۱۹۵۳ء | نمبر ۲۰۸

برلن میں چار طاقتی کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ

برمودا کانفرنس ختم ہونے کے بعد سرکاری اعلان

برمودا ۸ دسمبر۔ برمودا کانفرنس جس میں صدر آئزن ہاور مسٹر چرچل اور وزیر اعظم فرانس شامل ہوئے آج ختم ہو گئی۔ کانفرنس کے اختتام پر جو سرکاری اعلان کیا گیا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ مغربی طاقتیں برلن میں ایک چار طاقتی کانفرنس منعقد کرنے پر متفق ہو گئی ہیں۔ جس میں روس بھی شامل ہوگا۔ مغربی طاقتوں نے اس کے لئے ۴ جنوری کی تاریخ مقرر کی ہے۔ مگر روس کے مشورہ سے تاریخ انعقاد میں تبدیلی کی جا سکے گی۔ کانفرنس میں یہ عہد بھی کیا گیا۔ کہ کوریا کے متعلق سیاسی کانفرنس جلد منعقد کرنے کی کوشش کی جائے۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۸ دسمبر (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعا جاری رکھیں۔

بڑی زمینداریاں ختم کرنیکا مسئلہ پنجاب کے لئے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا

صوبہ میں اسی فیصدی زمین پہلے ہی چھوٹے زمینداروں کے پاس ہے۔ پنجاب اسمبلی میں ملک فیروز خان نون کا بیان

لاہور ۸ دسمبر۔ ملک فیروز خاں نون وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ صوبہ میں بڑی زمینداریاں ختم کرنے کا معاملہ کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ یہاں پر اسی فیصدی زمین کے مالک چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں اور صرف دس فیصدی زمین بڑے زمینداروں کے پاس ہے۔ آپ نے اعلان کیا کہ وہ بڑی زمینداریوں کو یکسر ختم کرنے کی پالیسی کے خلاف ہیں کیونکہ ایسا کرنا اسلام کی ذاتی جائداد کے قانون کے بھی منافی ہے۔

پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے یہ اعلان پنجاب اسمبلی میں بحث کے دوران میں کیا نواب مظفر علی قزلباش نے حکومت کی طرف سے اعلان کیا۔ کہ اس سال ۵۰ لاکھ روپے تقاوی قرضوں کی صورت میں زمینداروں کو دیئے جائیں گے۔ تاکہ وہ آئندہ فصل کو بہتر بنا سکیں

پنجاب مسلم لیگ توڑی نہیں جائیگی

راولپنڈی ۸ دسمبر۔ یہاں کے مقامی اخبار "کوہستان" نے پاکستان مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری چوہدری فضل الہی کے ساتھ ایک انٹرویو کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ پاکستان مسلم لیگ پنجاب کی صوبائی لیگ کو توڑنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ اخبار کا کہنا ہے۔ کہ چوہدری فضل الہی نے پریس ملاقات میں صوبائی لیگ کو توڑنے سے متعلق تمام خبروں کی تردید کرتے ہوئے انہیں غلط بتایا۔

علاقہ سویز کو خالی کرنیکی کوئی ضرورت نہیں گفت و شنید کا سلسلہ ختم کیا جائے

برطانوی دار العوام کے بعض کنزرویٹو ممبران کا مطالبہ

لنڈن ۸ دسمبر۔ برطانوی پارلیمنٹ کے کنزرویٹو ممبران کی امور خارجہ کمیٹی نے بھاری اکثریت سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ برطانیہ کو مصر کے ساتھ گفت و شنید کا سلسلہ ختم کر دینا چاہیئے۔ اور یہ اعلان کر دینا چاہیئے کہ ہم علاقہ سویز کو خالی کرانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ بلکہ ۱۹۳۶ء کے معاہدے کے تحت وہاں بدستور مقیم رہنے کا عزم کر چکے ہیں۔ باخبر حلقوں کا کہنا ہے۔ کہ کمیٹی نے موجودہ معاہدے کے متعلق ماہر قانون دانوں کی رائے معلوم کی ہے۔ ان ماہرین کا خیال یہ ہے کہ یہ معاہدہ غیر معینہ مدت کے لئے ہی اس میں کوئی دفعہ ایسی موجود نہیں ہے کہ جس کی رو سے اسے کسی مرحلہ پر ختم کیا جا سکے۔ البتہ بیس سال کے بعد اس پر نظر ثانی ضرور کی جا سکتی ہے۔ کمیٹی نے جو فیصلہ کیا ہے اس میں کہا گیا کہ برطانیہ کے لئے یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ وہ علاقہ سویز میں ایک عظیم فوجی اڈے کے اخراجات برداشت کرے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس پر اس قسم کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ کہ وہ ۱۹۵۶ء میں وہاں سے اپنی فوجیں واپس بلا لے۔ یہاں اس خیال کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ مسٹر ایڈن جب برمودا کانفرنس سے واپس آئیں گے تو انہیں اس بارے میں کنزرویٹو پارٹی کے عقبی صفوں کے ممبران کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ایٹمی میدان میں روس امریکہ سے بہت آگے ہے

برلن ۸ دسمبر۔ مشرقی جرمنی کے ایک ایٹمی ماہر نے کہا ہے کہ ایٹمی طاقت کے میدان میں روس امریکہ سے بہت آگے نکل چکا ہے۔ یہ ماہر ڈاکٹر رابرٹ ہیومن ہیں ان کا کہنا ہے کہ امریکہ کے پیچھے رہ جانے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی تحقیقات صرف فوجی امور تک ہی محدود ہے۔ برخلاف اس کے روس میں ایٹمی تحقیقات جس مقصد کے پیش نظر کی جا رہی ہے۔ اس میں ثقافتی ترقی کو بڑی اہمیت حاصل ہے جیسے موجودہ زمانہ میں فوجی اعتبار سے کچھ کم اہمیت حاصل نہیں۔ ڈاکٹر ہیومن نے کہا۔ جنگ کی صورت میں روس ہائیڈروجن بم استعمال کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ امریکہ کا یہ دعوے کہ ایٹمی ہتھیاروں پر اس کی اجارہ داری قائم ہے۔ اب غلط ثابت ہو چکا ہے۔

شمالی کوریا اور جنوبی کوریا کے پرامن الحاق کے بارے میں مایوسی کا اظہار

ٹوکیو ۸ دسمبر۔ شمالی کوریا کی حکومت نے اس اقتصادی معاہدے کی توثیق کر دی ہے جو حال ہی میں کمیونسٹ چین اور شمالی کوریا کے درمیان ہوا ہے۔ اس کی رو سے شمالی کوریا آئندہ دس سال کے لئے کمیونسٹ چین کے ساتھ بندھ کر رہ گیا ہے۔ مغربی طاقتوں کے مبصرین کا کہنا ہے۔ کہ اس معاہدے نے شمالی اور جنوبی کوریا کے پرامن الحاق کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ دونوں حکومتوں کے نمائندوں نے اس دس سالہ معاہدے پر ۲۳ نومبر کو پیکنگ میں دستخط کئے تھے۔

سرد جنگ میں عربوں کو غیر جانبدار بنانے کی کوشش

قاہرہ ۸ دسمبر۔ باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ مصر اب جس پالیسی کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ روسی اور مغربی بلاکوں کی سرد جنگ میں عرب ممالک کو غیر جانبدار رہنے کا مشورہ دیا جائے۔ گزشتہ اکتوبر میں برطانوی مصری مذاکرات میں تعطل پیدا ہو جانے کے بعد سے نائب وزیر اعظم جنرل عبد الناصر امریکہ اور برطانیہ کی روش پر نکتہ چینی اور اسی قسم کے حلقوں میں ہی رجحان کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ قومی راہ نمائی کے مصری وزیر مسٹر صلاح سالم پہلے ہی غیر سرکاری بنیادوں پر تمام عرب ملکوں کی ایک کانفرنس طلب کرنے کے سوال پر غور کر رہے ہیں۔ سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ اس کانفرنس میں غیر جانبدارانہ پالیسی اختیار کرنے پر زور دیا جائے گا۔

برطانوی وفد میں میجر جنرل بنسن کی شمولیت

قاہرہ ۸ دسمبر۔ میجر جنرل "ایڈورڈ بنسن" کل ہوائی جہاز کے ذریعہ لنڈن سے یہاں پہنچ گئے ہیں۔ وہ حکومت مصر کے ساتھ گفت و شنید کرنے والے برطانوی وفد کے ایک رکن کی حیثیت سے یہاں اپنے فرائض سرانجام دیں گے۔ انہیں سر رابرٹسن کی بجائے بھیجا گیا ہے۔ پہلے بھی اس خیال کا اظہار کیا گیا تھا کہ جب مذاکرات آخری مرحلے میں داخل ہو جائیں گے۔ تو ایڈورڈ بنسن کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔ مذاکرات میں تعطل بدستور قائم ہے۔ کہ برطانوی سفیر سر رالف سٹیونسن کے واپس قاہرہ پہنچنے سے پہلے مذاکرات شروع نہیں ہونگے۔ ان کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ یہاں ۱۷ دسمبر کو پہنچیں گے۔

لاری کے حادثہ میں ۲۴ مسافر ہلاک

تہران ۸ دسمبر۔ ایک ٹرک کے گڑھے میں گر کر چور چور ہو جانے سے چوبیس دیہاتی مزدور ہلاک ہو گئے۔ یہ مزدور اس ٹرک پر مشہد جا رہے تھے۔

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کی

روزنامہ المصلح کراچی
مورخہ ۹ فتح ھ ۱۳۰۳۲

افسوسناک روش

آج کل کسی ملک کی حالت سدھارنے یا بگاڑنے میں پریس کا بہت بڑا حصہ ہے۔ نہ صرف پریس عوام کا ترجمان ہے۔ اور اس کا کام عوام کی خواہشات کو صاحبانِ اقتدار کے کانوں تک پہونچانا ہے۔ اور بالعکس حکومت کی جدوجہد کا صحیح علم عوام کو کرانا ہے بلکہ پریس کا یہ بھی ایک نہایت ضروری کام ہے۔ کہ وہ حکومت اور عوام کے درمیان ایک مفید ملک و قوم تعاون کی فضا قائم کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرے۔ خاصکر ایسے ملک میں جیسا کہ مثلاً پاکستان ہے۔ جو ابھی اپنی طفولیت کے دنوں میں سے گذر رہا ہے۔ پریس پر یہ فرض اور بھی اہمیت کے ساتھ عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ کم از کم کوئی ایسا اقدام نہ کرے۔ جس سے عوام اور حکومت کے درمیان غلط فہمیاں پرورش پانے کا احتمال ہو۔

افسوس ہے کہ اسی چیز کی اس وقت پاکستان کو سخت ضرورت تھی۔ مگر یہی چیز یہاں سرے سے موجود نہیں ہے۔ اور بجائے ملک و قوم کے مفاد کے پریس کا اکثر حصہ دانستہ یا نادانستہ اسے نقصان پہونچانے کا ذمہ وار ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ابھی ہمارے ملک نے کوئی خاص صورت اختیار نہیں کی۔ اور جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے۔ وہ ابھی دورِ طفلی سے گذر رہا ہے اس لئے کہنا چاہیئے کہ وہ ابھی اس ننھے پودے کی مثال ہے جس نے زمین سے ابھی ابھی سر نکالا ہو۔ اور پہلی دفعہ دنیا کے گرم و سرد سے آشنا ہوا ہو۔ ظاہر ہے کہ اس حال میں اگر تیز اور جھلس دینے والی ہوائیں چلیں گی۔ تو یہ یقیناً یہ نرم و نازک پودا سر نکالتے ہی مرجھا کر رہ جائے گا۔ اور اس کے پھلنے پھولنے پھلنے کی تمام امیدیں خواب پریشاں ہو کر رہ جائیں گی۔

کسی ملک کا پریس ہی دراصل اس کی فضا کا حرارت غریزی کا معتدل درجہ قائم رکھتا ہے۔ یہ اسی کے اختیار میں ہے کہ ملک میں جانفزا نسیم شمال چلے۔ یا جھلس دینے والی لُو۔ پھولوں کے کھلنے کے لئے فضا بنائے یا کانٹوں کے جھاڑ اگنے کے لئے ماحول تیار کرے

افسوس ہے جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے ہمارا پریس ابھی اپنے فرائض سے بالکل ناواقف ہے۔ اور بجائے اس کے کہ وہ ہر بندھن سے آزاد ہو۔ اور ملک و قوم کی صحیح راہنمائی کرے۔ وہ خود بھی شخصیتوں کے ساتھ اسی طرح بندھا ہوا ہے۔ جس طرح ایک خود غرض لیڈر اپنی اغراض کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔

اردو پریس کو تو جانے ہی دیجئے سوائے ایک آدھ استثنائی مثال کے آوے کا آوا ہی خراب ہے۔ رتھوڑی سی منفعت کے لئے ملک و قوم کے امن کو انارکی اور فساد کے عفریت کے ہاتھوں بیچ دینا ذرا بھی باعث عار نہیں ہے۔ اور وہ ہر اس بندہ حرص و ہوا کا مرغ دست آموز بن سکتا ہے۔ جو اسے روغنی چوگے کا لالچ دے۔

البتہ انگریزی پریس کا اکثر حصہ کچھ نہ کچھ اپنے فرائض کا احساس رکھتا رہا ہے۔ اور ہم بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان کی چھ سالہ زندگی میں انگریزی پریس نے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا سیکھ لیا ہے۔ اور ملک نے اگر کچھ سہارا پایا ہے تو اسی کی وجہ سے۔ پچھلے دنوں پنجاب میں جو فتنہ و فساد کے جھکڑ اٹھے تھے۔ ان کو رام کرنے میں انگریزی پریس نے واقعی قابل قدر کام کیا تھا۔ اور اس میں سے بھی "ڈان" کے کام کو خاص امتیاز دیا جا سکتا ہے۔ جب دوسرے مسلم لیگی اردو اخبار خود ہی مسلم لیگ کے اصولوں کی دھجیاں بکھیرنے میں مصروف تھے۔ صرف ایک ہی انگریزی جریدہ تھا جس نے نہایت ہی دلیری سے راستگوئی کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ اور ملک کے سنجیدہ اور حقیقی محب وطن طبقہ کی راہنمائی کی۔ خاصکر رجعت پسند ملائیت کے خلاف جو برموقعہ جہاد "ڈان" نے کیا۔ اس کی تعریف نہ کرنا ناشکر گذاری سمجھا جائے گا۔

اس کے باوجود "ڈان" کی موجودہ روش کو بنظر استحسان نہ دیکھنے کے لئے ہم مجبور ہیں۔ ہمارا اس سے پہلے یہی احساس تھا کہ "ڈان" شخصیت پرستی سے کافی حد تک بالا ہے۔ مگر اب ہمیں بھی اسکے متعلق شبہ ہونے لگا ہے کہ شاید یہ بھی ہمارا فریب نظر تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ دنوں سے خاصکر جب سے بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے مرکزی وزارت میں تبدیلی ہوئی ہے۔ "ڈان" اپنی سطح سے بہت نیچے گر گیا ہے۔ جو اس کی گذشتہ ظاہر زندگی کی شان کے ہرگز شایاں نہیں ہے۔ اور حکومت اور عوام کے درمیان خلیج پاٹنے میں جو بلند پایہ قابل قدر کام اس نے اب تک کیا تھا۔ اس پر وہ خود ہی اب پانی پھیرنے میں مصروف ہے۔

کس قدر افسوسناک امر ہے کہ اب وہ ذرا ذرا سی بات پر موجودہ حکومت پر جائز و ناجائز تنقید کرنے اور اسکے خلاف جارحانہ حملے کرنے سے نہیں چوکتا۔ اور اس کی یہ نئی روش ایسی صورت اختیار کر چکی ہے۔ کہ اب اس کا کوئی صفحہ ایسا نہیں ہوتا۔ جس میں حکومت پر چلانے کے لئے زہر میں بجھی ہوئی تیروں کا کوئی ترکش چھپا ہوا موجود نہ ہو۔

"ڈان" کا کل کا لیڈر جو اس نے امریکہ کے وائس پریذیڈنٹ مسٹر نکسن کے استقبال میں لکھا ہے۔ اس میں ایک ایسی بات کہی ہے۔ جو کسی آزاد ملک کے محب وطن اخبار کے ہرگز شایان شان نہیں کہی جا سکتی۔ صرف ملک و قوم کا دشمن اخبار ہی ایک غیر ملک کے ذی مقدرت مہمان کو خطاب کر کے اپنی وطنی حکومت کے خلاف ایسے قابل اعتراض اور غیر محب وطن الفاظ لکھ سکتا ہے۔ چنانچہ اپنے اداریہ مذکورہ بالا میں "ڈان" لکھتا ہے۔

"مگر یہ امر کس قدر ستم ظریفانہ ہے کہ امریکی منتظمہ کا سب سے بڑے دوسرے درجہ پر کا عہدہ دار ہم کو دیکھے گا کہ ہم ایک طرف تو آزادی اور جمال کہیں دبا دی گئی ہے۔ یا اسے خطرہ لاحق ہے۔ انسانی فرد کے وقار کے قیام و استحکام کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ تو دوسری طرف وہ موجودہ لیڈر شپ کے مختلف گروہوں کو غیر جمہوری اور مستبدانہ افعال کا نہایت مضحکہ خیز منظر پیش کرتے ہوئے پائے گا۔

اگرچہ یہ بدقسمتی ہے مگر یقیناً مسٹر نکسن پریس کے متعلق ہمارے خارجی اور داخلی رجحان میں عجیب و غریب تضاد محسوس کرنے سے نہیں چوکینگے۔ مگر ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ اس بات کو ہمارے ملک اور شہریوں کے خلاف نہ استعمال کریں۔ کیونکہ دونوں کو اس لیڈر شپ کی گرانبھاری کا بوجھ میسر آیا ہے" (ڈان ۶ دسمبر ۱۹۵۳ء)

خواہ "ڈان" اپنے ان بدقسمت الفاظ کی اب کچھ بھی تاویل کرنے کی کوشش کرے یہ الفاظ ایسے ہیں کہ جو ملک و قوم کے لئے باعثِ تحقیر اور وجہ عار ہیں۔ یہ الفاظ ملک و قوم کے سیاسی اور بین الاقوامی مفاد کو اور امریکہ کے ساتھ پاکستان کے دوستانہ اور خوشگوار تعلقات کو داغدار کرنے کے لئے حد اور کینہ وری سے کہے گئے ہیں۔ اور ایسی قابل اعتراض سپرٹ کے حامل ہیں۔ جس کا اظہار "ڈان" کچھ دنوں سے کر رہا ہے۔

ابھی چند روز ہوئے کہ اسی سپرٹ سے اس نے ایک قابل اعتراض کارٹون شائع کیا تھا اور معافی مانگنے پر ملک و قوم نے اس کو نظر انداز کر دیا۔ اس کا یہ قصور ایسا ہے کہ ملک و قوم اسکو ہرگز فراموش نہیں کر سکتے

عجیب بات یہ ہے کہ جس پریس کی حمایت میں یہ نازیبا الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور تمام ملک و قوم کو ایک مہمان کی نظر میں رسوا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہی پریس یکزبان ہو کر ڈان کے قریبی گذشتہ رویہ کا سخت شکوہ سنج ہے۔ چنانچہ تقریباً تمام لاہور اور کراچی کے روزناموں نے اسکی مذمت کی ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے کہ یہاں ہمیں اس کی مثالیں دینے کی ضرورت نہیں۔

عرضِ حال

وہی درد ہے شاملِ زیست ابھی دمِ زیست جو ہم سے جدا نہ ہوا
رہے شام و سحر وہی شام و سحر کوئی کام ابھی غم کے سوا نہ ہوا
یہ چمن یہ نہال یہ سبزہ و گل سبھی پھولتے پھلتے رہے ہیں سدا
میرا غنچۂ دل ہے وہ غنچۂ دل کہ شگفتہ ریا دھیان نہ ہوا
کروں شکوہ ہجر تو کس سے کروں رہِ شوق میں جبکہ اے یارِ گرو
میں مٹا بھی تو خود کو مٹا نہ سکا وہ ہوا بھی تو جلوہ نما نہ ہوا
کبھی یادِ بتاں کبھی یادِ حرم کبھی اس کی لگن کبھی اُس کی لگن
رہا اپنے ہی کام سے کام مجھے کوئی فرض بھی اس کا ادا نہ ہوا
تو سنے نہ سنے یہ نصیب میرے کوئی روز بھی ایسا نہیں ہے مگر
میری آہ و بکا سے اے جانِ جہاں تیرے کوچہ میں حشر بپا نہ ہوا
تیری نظر کرم تیرا لطفِ ازل میرے حال پہ رحم کرے تو کرے
کوئی جرم زمانے میں ایسا نہیں کہ خطا سے جو میری خطا نہ ہوا
غمِ عشق کا رونا ہے رونا یہی کوئی دھر میں اپنا اے مصلحؔ نہیں
یہی اشک جو مونسِ غم تھا کبھی یہ بھی آتشِ دل کی دوا نہ ہوا

مصلح الدین احمد ودیا... [illegible]

"BY LOVE SERVE ONE ANOTHER"

محبت سے ایک دوسرے کی خدمت کرو

(از مکرم جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ)

مذکورہ بالا الفاظ اس نیلگوں بس کے اگلے حصہ پر سامنے لکھے ہوئے آپ دیکھیں گے۔ جو نیلہ گنبد سے یونگ ہال لاہور کے سامنے سات بجے اور آٹھ بجے صبح اور تین بجے بعد دوپہر اور پانچ بجے شام کو الیف سی کالج لاہور میں جانے والوں کو روزانہ لے جاتی ہے۔ الیف۔سی کالج کے احاطہ میں پہلی عمارت بائیں جانب اس شفاخانہ کی ہے۔ جو کالج سے ملحق ہے۔ اور جس کا نام دی یونائیٹڈ کرسچین ہسپتال ہے۔ اس شفاخانہ میں مجھے اپنے چھوٹے بچے سلیم کا اپریشن کرانا اور پانچ ہفتہ ٹھیرنا پڑا۔ احباب سے بذریعہ روزنامہ المصلح وغیرہ دعا کی تحریک کی گئی تھی۔ اور میں جیسا اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں۔ اسی طرح ان تمام احباب کا بھی شکر گزار ہوں۔ جنہوں نے دعائیں کیں۔ اور ہمدردانہ خط لکھے۔ الحمد للہ کہ بچے کو شفا ہوئی جو نہ صرف ناف۔ گردے اور مثانہ کے درمیانی حصہ کے ماؤف ہونے کی وجہ سے خطرناک حالت میں تھا۔ بلکہ پھیپھڑوں میں بلغم جمع ہونے کی وجہ سے کھانسی میں بھی مبتلا تھا۔ ملیریا بخار اور کمی خون وغیرہ عوارض بھی تھے۔ اور حد درجہ کمزور ہو چکا تھا۔ پیشاب بجائے مثانہ کی طرف سے آنے کے ناف کی طرف سے آنا شروع ہو گیا تھا۔

مکرم صاحبزادہ میاں منور احمد صاحب کے بروقت مشورہ دینے پر میں اسے لاہور لے گیا۔ اور ۲۰ر اکتوبر کو الیف سی کالج کے شفا خانہ میں اسے داخل کیا گیا۔ حالت نہایت تشویشناک تھی۔ مگر امریکن ڈاکٹر رانسن کی خاص مشفقانہ توجہ اور غایت درجہ اہتمام اور ان کے علاج معالجہ سے آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسے شفا دی۔ ڈاکٹر ای۔ ایل۔ رانسن نہ صرف پیٹ کے نچلے حصہ کی امراض کی تشخیص اور علاج اور جراحی میں ماہر ہیں۔ بلکہ اس کے علاوہ دیگر بیماریوں کے معالجات میں بھی قابل قدر تجربہ رکھتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک اور نیک دل اور غایت درجہ ہمدرد ڈاکٹر ہیں۔ جن کا نام سی اینس ہے۔ وہ ماؤف ہڈیوں کی بیماریوں کی تشخیص اور علاج کے ماہر ہیں۔ ایک عورت جس کا چہرہ جلنے سے بدنما ہو گیا تھا۔ اس کے چہرہ پر نیا چمڑا پیوست کر دیا۔ اور اسکی اچھی بھلی شکل ہو گئی۔ ایک عورت کی ریڑھ کی ہڈی سل سے ماؤف تھی۔ اسے کاٹ کر نئی ہڈی پیوست کر دی گئی۔ اسی طرح بعد ازاں قیام میں اس شفا خانہ میں نہایت خطرناک بیماروں کو زیر علاج دیکھنے کا موقع ملا۔ جو بعض دوسرے شفا خانوں سے مایوس ہو کر وہاں پہنچے اور ان کی مایوسی امید سے بدل گئی۔

لاہور میں اور ہسپتال بھی ہیں۔ جہاں خطرناک بیماریوں کا علاج ہوتا ہے۔ مگر جو بات نمایاں طور پر مجھے اس ہسپتال میں ملاحظہ کرنے کا موقعہ ملا۔ وہ ان امریکن ڈاکٹروں اور ان کے سٹاف کی غیر معمولی شفقت اور محبت محنت اور روح مواسات ہے۔ جس کے ساتھ وہ کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ رات دن کی جانفشانی۔ مستعدی اور نہ تھکنے والی ہمت اس شفاخانہ میں نمایاں ہے۔

علاوہ قابل ڈاکٹروں کے سٹاف کے ستر کے قریب نرسیں ہیں۔ جو چوبیس گھنٹے بیماروں کے درمیان موجود رہتی ہیں۔ بیمار کی کسی وقت نازک حالت ہونے پر یہ امریکن ڈاکٹر ایک منٹ کے اندر اندر اس بیمار کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ میرے بچے کی حالت دو تین دفعہ نازک صورت اختیار کر گئی۔ ایسا ہی بعض اور اپریشن شدہ بیماروں کا بھی حال ہوا۔ رات کے گیارہ بجے۔ ایک بجے۔ تین بجے اور آرام و راحت کی کسی گھڑی میں اطلاع ملنے پر بیمار کے پاس انہیں فوراً موجود پایا جاتا تھا۔ زیادہ نازک حالت ہونے پر یہ امریکن ڈاکٹر سبھی باہم مشورہ کرنے کی غرض سے جمع ہو جاتے تھے۔ اپنے فن میں گہری دلچسپی۔ خستہ حال بے بس مخلوق خدا کی خدمت کا فدا کارانہ جذبہ اپنے فرائض کی ذمہ داری کا غیر معمولی بڑھا ہوا انہیں ایک احساس ہے۔ اپنے دین سے خلوص و محبت ہے۔ جو انہیں اپنی راحت کی ذرہ بھر پروا نہ کرنے پر ہر وقت مستعد و آمادہ رکھتا ہے۔ ہمدردیٔ بنی نوع انسان کا یہ جذبہ اتنا بڑھا ہوا ہے۔ کہ مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ ان ڈاکٹروں میں سے بعض نے ناداروں کے علاج میں اپنی تنخواہ کا ایک معتدبہ حصہ وقف کر رکھا ہے۔ ایک اور بات جس سے میں متاثر ہوا۔ یہ ہے کہ ان امریکن ڈاکٹروں کا نیک نمونہ سٹاف کے تقریباً سب ممبروں پر اثر انداز ہے۔ ایک چپڑاسی۔ ایک دربان ایک خاکروب تک اس خدمت گذاری اور انکساری کی روح سے پروردہ معلوم دیتے ہیں۔ پرامن۔ اطمینان بخش ایک فضا ہے۔ جو ہر لحاظ سے صحت افزا ہے۔ صبح کے وقت نرسیں اپنا کام سب سے پہلے دعا سے شروع کرتی ہیں۔ سب اکٹھی ہو کر اپنے معروف طریق میں عجز و نیاز سے ان الفاظ سے خدا تعالیٰ کو مخاطب کرتی ہیں۔ اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے۔ تیرا نام پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہت آئے۔ تیری مرضی جیسے آسمان پر پوری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ہو۔ .... اس دعا کے ساتھ بیماروں کی شفایابی۔ بھوکوں کی سیری۔ ننگوں کے پہناوے۔ اور دکھیاروں کی دکھوں سے رہائی کے لئے بھی دعا ہوتی ہے۔ ان نرسوں میں ایک سلطانہ نامی عرب خاتون رائل پاکستان ایر نورس راولپنڈی کی طرف سے مزید ٹریننگ کے لئے اس شفاخانہ میں آئی ہوئی تھیں۔ یہ نیک خاتون بھی اسلامی طریق پر وہاں آزادی سے اپنے طریق پر نماز پڑھتیں۔ اور عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ ہمارے لئے ان کا وجود بھی موجب رحمت اور شکریہ ثابت ہوا۔ عملہ شفا خانہ کی یہ رواداری اور وسعت قلبی بھی قابل تعریف ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ ہر شخص جو اس شفاخانہ میں داخل ہوتا ہے۔ اور اس کے طریق کار کو ملاحظہ کرتا ہے۔ نیک اثر قبول کرتا ہے۔

میرے بیمار بچے کا ایک ماہ تک نہ صرف قیمتی سے قیمتی علاج کیا گیا۔ بلکہ اس کے ساتھ کیا ڈاکٹر اور کیا نرسیں سبھی نے اس پر اپنی شفقت و محبت کا ایسا پرتو ڈالا۔ کہ وہ محسوس کرتا۔ کہ اسے محض چیرنے پھاڑنے ٹیکہ لگانے اور دوائیں پلانے کے لئے اس میں نہیں رکھا گیا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ ان کا منظور نظر بھی ہے۔ ان کے مذاق اور خوش طبعی کو سمجھتا اور جواب دیتا۔ ایک ماہ کے بعد خوشی خوشی اسے الوداع کیا گیا۔ لیکن ڈاکٹر رانسن صاحب نے ایک ہفتہ اور ٹھہرنے اور دوائیاں جاری رکھنے اور پھر جمعہ کے روز دکھلانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ ہم اسے دوبارہ لے گئے۔

انتظار کے کمرہ میں پہلی دفعہ مجھے جانے کا موقعہ ملا۔ وہاں کافی تعداد میں بیمار اپنی اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے۔ جن کے پاس ان کی بیماری کی چٹ تھی بہ ترتیب انہیں بلایا اور دوائی اور مشورہ دے کر رخصت کیا جاتا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف اپریشن روم میں مشغول تھے۔ خالی انتظار میں بٹھلائے رکھنا دوبھر ہوتا ہے۔ اس لئے سامنے میز پر چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ تھے۔ جن میں ایک ٹریکٹ بعنوان "بعض غلط فہمیاں" تھا۔ میں نے بعض دیگر ٹریکٹ پڑھے۔ سب میں اپنے مذہب کو شستہ الفاظ اور عمدہ پیرایہ میں پیش کیا گیا تھا۔ مثلاً "غلط فہمیوں" والے ٹریکٹ کو یوں شروع کیا گیا ہے۔ کہ ہمارے مسلمان بھائیوں کو ہم عیسائیوں کے متعلق یہ غلط فہمی ہے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک نہیں مانتے۔ یہ درست نہیں۔ ہم اسے واحد لاشریک اور ہمہ صفات موصوف یقین کرتے ہیں۔ وہ اپنی صفات اور اپنے افعال میں ایسا ایسا ہے۔ انہیں صفات کا بیان تھا۔ جو ہمارے ہاں مسلمہ صفات باری تعالیٰ ہیں۔ دوسری غلط فہمی یہ ہے کہ ہمارے ہاں مسیح کو خدا تعالیٰ کا جسمانی بیٹا یقین کرتے ہیں۔ ایسا نہیں بلکہ تورات و انجیل میں ہر نیک انسان کو خدا تعالیٰ کا بیٹا محبت کے رنگ میں قرار دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں۔ "مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں

خدام الاحمدیہ کا مالی ہفتہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کا پیغام خدام کے نام

مجالس خدام الاحمدیہ ۸ر دسمبر سے ۱۵ر دسمبر تک مالی ہفتہ منا رہی ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہا العالی نے ازراہ کرم مندرجہ ذیل پیغام خدام کے نام تحریر فرمایا ہے :-

مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ خدام الاحمدیہ مالی ہفتہ منا رہی ہے۔ جس میں چندوں کی تحریک کی جائے گی۔ یہ ایک بہت مبارک تحریک ہے۔ کیونکہ جہاں تک میں نے سوچا ہے۔ جماعتی چندے ایک طرح سے دین کا نصف حصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کمال حکمت سے قرآن مجید میں دو حکموں پر خاص زور دیا ہے۔ ایک نماز ہے۔ جو حقوق اللہ کے میدان سے تعلق رکھتی ہے۔ اور نفس کے پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور دوسرے جماعتی چندے ہیں۔ جن میں زکوٰۃ ایک اہم رکن ہے۔ جس کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسلمان کہلانے والوں کے ساتھ لڑنا تک ضروری خیال کیا۔ دراصل کوئی نظام جماعتی چندوں کے بغیر نہیں چل سکتا۔ اور جو شخص احمدی کہلا کر چندوں کے معاملہ میں سست ہے۔ وہ حقیقۃً جماعت کی غرض و غایت اور اہمیت کو سمجھتا ہی نہیں۔ کیونکہ وہ جماعت کو اس سامان سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ جو جماعت کی ترقی کے لئے ازبس ضروری اور لازمی ہے۔ پس میں امید کرتا ہوں۔ خدام الاحمدیہ کے نوجوان اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیکر خدمتِ دین کا اعلیٰ نمونہ قائم کریں گے۔ وکان اللہ معھم اجمعین۔

(حضرت) مرزا بشیر احمد (صاحب) ربوہ ۲ ۱۲/۵۳

کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے بیٹے کہلائیں گے۔" (متی ۵ : ۹) اسی طرح یہ بھی غلط فہمی ہے کہ ہم مسیح کو خدا سمجھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نور ہے اس کا تعلق ان سے ایسا ہی تھا۔ جیسے روح کا تعلق جسم سے ہوتا ہے۔ نہ وہ جسمانی طریق پر خدا کے بیٹے تھے اور نہ وہ خدا تھے۔ کفارہ کے متعلق مسیحی عقیدہ کی تشریح معقول طریق سے کی گئی تھی۔ اور اس غلو اور مبالغہ سے وہ تشریح خالی تھی جو عام طور پر بعض مسیحی فرقوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ اگرچہ مجھے عربی ممالک میں عیسائیوں کے ساتھ کافی عرصہ رہنے اور ان کے ادبا سے عربی آداب میں استفادہ اور ان کے مذہبی راہنماؤں سے دوستانہ تعلقات رکھنے کا بہت موقعہ ملا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ اپنے مذہب کی تشریح میں مبالغہ آمیزی کی وہ راہ اختیار نہیں کرتے۔ جو ہندوستان میں اختیار کی گئی لیکن امریکی پیروں کے خیالات کا موجودہ رجحان دیکھ کر بے ساختہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ نوید مژدہ شعر میری نظر کے سامنے صداقت بن کر ابھر گیا ہے ؎

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار

نیز فرماتے ہیں "اب وہ دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔"

امریکی مبلغین کیلئے اپنی تبلیغ سے استفادہ کا ایک بہت بڑا موقعہ ہے۔ گذشتہ ستمبر میں میں نے مکرم مولوی نورالدین صاحب منیر سے کہا کہ ہمیں چاہئے کہ عیسائی مشن کے طریق کار میں جو نیک باتیں ہیں ان سے واقفیت حاصل کریں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ چنانچہ چوہڑکانہ کے مشن کے انچارج پادری کی سابقہ واقفیت اور دعوت پر میں انہیں وہاں لے گیا مدرسہ میں ۱۱۵ طالب علم لڑکے اور لڑکیاں تھے۔ جو اکثر اچھوت قوم سے تعلق رکھتے ہیں ان کی تعلیم طریق گفتگو اور ظاہری صفائی اور آداب دیکھ کر ہم دونوں متاثر ہوئے۔ اور پھر اس مشن کے شفاخانہ میں گئے۔ وہاں ایک امریکن ڈاکٹر بیماروں کے دیکھنے میں مشغول تھے۔ بچوں کی پیدائش کا بھی انتظام تھا۔ ہر شعبہ کا انتظام قابل تعریف تھا۔ بیماروں اور غریب بیماروں سے ان کا نیک سلوک بھی قابل تعریف تھا۔ ہم دونوں فارغ ہو کر جب باہر آئے۔ تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ میں نے کہا کہ یہ وہ حقیقی خدمت خلق ہے۔ وہ چوہڑے جنہیں ہم بنظر حقارت دیکھتے ہیں اور بھرشٹ (ناپاک) سمجھ کر انہیں اپنے برتن تک نہیں چھونے دیتے۔ یہ عیسائی امریکن مشنریوں کی اچھی تربیت اور عمدہ اصلاح سے۔ ہمارے جیسے متمدن انسان بنے ہوئے ہیں۔ کتنا اعلیٰ درجہ کا نیک کام ہے۔ اسلامی عبادت کا تصور بندگانِ خدا کی خدمت کو اپنی عبادت کا ایک نہایت ضروری رکن قرار دیتا ہے۔ مگر ہم اس سے حد درجہ غافل ہیں۔ ہم دونوں نے اپنی کوتاہیوں کو شدت سے اور شرمساری سے محسوس کیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ سنہ ۴۹ء میں جب بے آب و گیاہ ربوہ کی زمین میں ہم نے ڈیرہ ڈالا تو ایک عیسائی (جو خاکروب قوم سے ہے) فوج میں بھرتی ہو کر امریکہ گیا۔ اور وہاں کچن اور میس (MESS) میں کام کرنے کی وجہ سے کھانا پکانا جانتا تھا۔ قادیان کا باشندہ تھا۔ اور ہمارے پاس ربوہ میں آگیا تھا۔ میں نے اسے باورچی رکھ لیا۔ تو بعض دوستوں نے اس کا بڑا چرچا کیا۔ اور ایک دن میرے دفتر کے ایک کارکن چائے کے وقت میرے پاس کسی کام کے لئے آئے۔ تو میں نے انہیں چائے پینے کے لئے کہا۔ منہ بنا کر معذرت کی۔ جب دریافت کیا تو کہا۔ کہ ہم جب آپ کی خدمت کے لئے تیار ہیں۔ تو آپ ایک خاکروب سے کیوں اپنا کھانا تیار کراتے ہیں۔ مجھے اس ذہنی کیفیت سے بڑی مایوسی ہوئی۔ حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب اس وقت اتفاقاً تشریف لائے اور یہ واقعہ سن کر ہنسے اور خوش خوش میرے ساتھ وہ بھرشٹ شدہ چائے نوش فرمائی۔ منیر صاحب نے محسوس کیا کہ تبلیغ کا حقیقی کام کیا معنے رکھتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدؤں کو اٹھا کر حیوانوں سے انسان اور انسانوں سے باخدا انسان بنا دیا۔ مگر یہ روح اب اہل مشرق میں مفقود ہو چکی ہے۔ اور اہل مغرب نے اسے اختیار کر لیا ہے۔ اور کوئی عیب کی بات نہیں کہ ہم پھر نیک باتیں ان کے نیک نمونہ سے حاصل کریں۔ آخر اہل مغرب کے انصاف پسند علماء خاص کر مورخین کو اعتراف ہے کہ آٹھ نو سو سال یورپ نے یہی نیک باتیں اہل دانش و عقل مسلمانوں سے سیکھیں۔ اور جب یہ باتیں اب ہم میں نہیں تو کوئی عیب کی بات نہیں کہ ہم وہی نیک باتیں پھر حاصل کریں۔

مجھے اس تعلق میں ایک اور نیک امریکن ڈاکٹر ویرون (VERUN) یاد آئے ہیں جو آجکل امریکن مشن ہاسپٹل سیالکوٹ میں ہیں اور اسی امریکن یونائیٹڈ کرسچن سوسائٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس کا ایف سی کالج لاہور کا ہسپتال ہے۔ یہ نیک ڈاکٹر بھی جب کوئی اپریشن کرنے لگتے ہیں۔ تو پہلے دوزانو ہو کر دعا کرتے ہیں گذشتہ دنوں جب میرے بھائی میجر ڈاکٹر حبیب اللہ شاہ رضی اللہ عنہ دل کے حملہ سے بیمار ہوئے۔ تو یہ ڈاکٹر ان کی کوٹھی پر جونہی کام سے انہیں فراغت ہوتی باقاعدہ آتے اور بڑی ہمدردی سے صبح و شام ان کی خدمت کی۔ کبھی کبھی ان کی اہلیہ بھی ان کے ساتھ آتیں اور بھائی کو تسلی دیتے۔ اور جب بیماری نے شدت اختیار کی تو وہ اپنی کار لائے ۹۴

اور آرام سے انہیں اپنے شفاخانے لے گئے۔ جہاں تک ان کا بس چل سکتا تھا علاج کیا۔ بغیر کسی معاوضہ فیس کے۔ اور فوت ہونے پر اپنی جیب سے خود جا کر ہمیں بذریعہ تار اطلاع دی۔ بھائی کی بیماری کی نوعیت ہی ایسی تھی کہ اس سے بچنا مشکل تھا۔ لیکن یہ نیک دل ڈاکٹر دعا پر یقین رکھتا ہے آخر دم تک [illegible] ایسے نیک دل سب ڈاکٹروں کو خدا تعالیٰ ہی نیک جزا دے۔

نیک نمونہ سے ہر انسان طبعاً متأثر ہوتا ہے اور اپنے دل میں شکر گذاری کا جذبہ پاتا ہے۔ مکرم ڈاکٹر سراج الدین صاحب اور ان کی اہلیہ بھی ایف سی کالج کے طبی سٹاف کے ممبر ہیں۔ جب میں ان کے حسن سلوک پر ان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے گیا۔ تو انہوں نے انکساری سے بغیر تصنع کے فرمایا۔ ہمارے کام میں کچھ نقائص بھی ہیں۔ ہم انہیں دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ علاج معالجے کے اخراجات کی زیادتی کی شکایت ہوتی ہے۔ ہمیں امریکہ وغیرہ سے جو امداد آتی ہے۔ وہ کافی نہیں ہوتی ہماری کوشش ہے کہ یہ زیادتی کا بار کم سے کم ہو جائے۔ میں نے کہا کہ جو اہتمام علاج میں دکھایا جاتا ہے وہ اس احساس کو بہت حد تک کم کر دیتا ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ ان کا یہ احساس کہ کچھ نقائص بھی ہیں جس سے افادہ کا دائرہ کم ہے۔ یہ احساس بھی نیکی اور خدمت خلق کے حقیقی جذبہ محبت کا نتیجہ ہے کیونکہ نقائص کا احساس انہیں اصلاح کی طرف ..

برطانیہ کی ادائیگیوں کے توازن کی پوزیشن

سال رواں کی پہلی ششماہی میں بھی برطانیہ کو دنیا کے ساتھ تجارت میں ۲۶،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ کا منافع ہوا۔ اس میں دفاعی امداد کی رقوم شامل نہیں۔ دفاعی امداد شامل کر کے بچت ۸۱،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ تک پہنچ جاتی ہے۔ پہلی نظر میں شاید یہ منافع مایوس کن معلوم ہو۔ کیونکہ یہ سنہ ۱۹۵۲ء کی پہلی دوسری ششماہی دونوں کے مقابلہ میں کم ہے۔ اگر گہری نظر سے دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ پوزیشن ہرگز غیر موافق نہیں ہے۔ لیکن یہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ برطانیہ کو اپنی پوزیشن محفوظ بنانے کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ سنہ ۱۹۵۲ء کی دوسری ششماہی کے مقابلہ میں اس سال کے پہلے نصف حصہ میں کل منافع بقدر ۲۷،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ کم ہو گیا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی برطانیہ نے ۱۳۵،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ کا زیادہ مال درآمد کیا۔ جبکہ اس کی برآمدات میں صرف ۲۱،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ کا اضافہ ہوا۔ درآمدات میں دو تہائی اضافہ زیادہ خوراک خریدنے کی وجہ سے ہوا۔

برطانیہ کے مالی استحکام کا انحصار زیادہ تر اس بات پر ہے کہ ڈالر کے ممالک کے ساتھ اس کی تجارت کس طریقہ سے چل رہی ہے لہٰذا اس چیز کا بیان خاص طور پر ذکر کرنا ضروری ہے۔ یہ بات قابل اطمینان ہے کہ اس سال پہلی بار برطانیہ کو ڈالر علاقہ کے ساتھ کی گئی تجارت میں ۴۳،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ کا منافع ہوا۔ اس رقم میں امریکی امداد کی رقم بھی شامل ہے۔ اگر یہ امداد نکال دی جائے تو صرف ۲۱،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ کا خسارہ ہوتا ہے۔ یہ کوئی بڑی رقم نہیں ہے۔ سنہ ۱۹۵۲ء کی دوسری ششماہی کے مقابلہ میں ڈالر کے علاقہ کے ساتھ برطانیہ کا تجارتی توازن بقدر ۶۲،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ اور سنہ ۱۹۵۲ء کی پہلی ششماہی کے مقابلہ میں بقدر ۱۷۸،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ سدھر گیا ہے۔

یورپین اکنامک کوآپریشن آرگنائزیشن (معاشی تعاون کا یورپی ادارہ) میں شامل ممالک کے ساتھ کی گئی تجارت میں بھی برطانیہ کو پہلے کی بہ نسبت تھوڑا سا یعنی ۶،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ کا منافع ہوا۔ اس کی وجہ غیر محسوس برآمدات (جہازرانی وغیرہ کی آمدنی) میں ہونے والے تجارتی منافع بقدر ۱۰،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ کم ہوا ہے۔ کیونکہ مغربی یورپ سے برطانیہ کی درآمدات بقدر ۱۶،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ زیادہ ہو گئی تھیں جبکہ مغربی یورپ کو اس کی برآمدات میں صرف ۶،۰۰۰،۰۰۰ پونڈ کا اضافہ ہوا۔ درآمدات میں اضافہ کی وجہ صرف یہ نہیں ہے۔ کہ برطانیہ کی پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور پیداوار کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے۔ اسے باہر سے زیادہ مال منگوانا پڑتا ہے۔ درآمدات میں اضافہ کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ برطانیہ نے درآمدات پر پابندیاں ہٹانے کی پالیسی اختیار کی ہوئی ہے جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے، وہ آزاد تجارت کی پالیسی پر چل رہا ہے۔ ماہ مارچ میں اس نے یورپی ممالک سے کے ۵۸ء۶۵ فی صدی مال پر سے پابندیاں ہٹا دی تھیں۔ جبکہ اس سے پہلے صرف ۵۴ فی صدی مال پابندیوں سے آزاد تھا۔ اور اب وزیر مالیات نے اعلان کیا ہے کہ برطانیہ ۷۵ فی صدی درآمدات پر سے پابندیاں ہٹا دے گا۔

ڈالر علاقہ اور یورپین اکنامک کوآپریشن آرگنائزیشن کے ممالک کے مقابلہ میں برطانیہ کی غیر اسٹرلنگ ممالک خاص کر لاطینی امریکہ کے ساتھ تجارت کم سازگار ثابت ہوئی۔ ان ممالک سے برطانوی درآمدات میں ۱۰ اضافہ ہوا لیکن اس کی برآمدات کم ہو گئیں۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان ممالک نے اپنی درآمدات پر سخت پابندیاں لگائی ہوئی ہیں۔ (ب۔ ایس)

حضرت عرفانی صاحب کا مرکز کے صحافیوں سے خطاب

مرکزی رسالہ جات کی اشاعت بڑھانے کیلئے مشورے

مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۵۳ء کو ۴ بجے بعد نماز عصر خاکسار کے مکان دارالحمد ربوہ پر مرکز کے رسالہ جات ریویو آف ریلیجنز انگریزی، مصباح، خالد اور الفرقان کی طرف سے سلسلہ احمدیہ کے اولین صحافی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کے اعزاز میں ایک مختصر پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ اس مجلس میں علاوہ انجمن احمدیہ، تحریک جدید، لجنہ اماء اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصار اللہ کے ان رسالہ جات کے حالات پر غور کیا گیا۔ اور ان کی ترقی و بہبودی کی تجاویز سوچی گئیں۔ حضرت شیخ صاحب نے رسالہ جات کی اشاعت کے بڑھانے اور مالی حالت کے مضبوط کرنے کے لئے مفید مشورے دیئے۔ اور مضامین میں تنوع پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے اپنے حالات کے سلسلے میں فرمایا کہ میں نے جب اکتوبر ۱۸۹۷ء میں الحکم شروع کیا تھا اس وقت میرے پاس ایک پیسہ بھی نہ تھا مجھے کلرک کے مقدمہ کے باعث اخبار نکالنے کا خیال پیدا ہوا۔ میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا۔ حضور نے جواب دیا کہ مجھے تو اخبار کا تجربہ نہیں۔ جماعت غریب ہے۔ آپ اپنے تجربہ کی بنا پر جو مناسب سمجھتے ہیں کریں۔ چنانچہ توکلاً علی اللہ میں نے اخبار جاری کر دیا۔ ان دنوں کتابت کی اجرت چار آنے فی صفحہ ہوتی تھی۔ حضرت شیخ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ انہوں نے پہلا مضمون جالندھر کے اخبار "مخزن" (؟) میں طالب علمی کے زمانہ میں لکھا تھا۔ اس مجلس میں چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی نائب ایڈیٹر ریویو۔ مولوی خورشید احمد صاحب شاد منیجر مصباح۔ مولوی غلام باری صاحب سیف ایڈیٹر خالد نے بھی شرکت فرمائی۔ دعا پر یہ پر لطف مجلس ختم ہوئی۔ تمام حاضرین نے سلسلہ کے صحافی اول کی قیمتی نصائح پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

(خاکسار ابو العطاء جالندھری ایڈیٹر "الفرقان")

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی جلسہ سالانہ کی تقریر

"تعلق باللہ"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ جلسہ سالانہ پر جو لطیف تقریر فرمائی تھی جس میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور تعلق کی مختلف صورتیں اور ان کے اسباب بیان کئے گئے ہیں۔ یہ تقریر "تعلق باللہ" کے عنوان سے طبع ہو رہی ہے جو چند دنوں تک کتابی شکل میں احباب کے سامنے آ جائے گی۔ اس کی قیمت عمدہ سفید کاغذ کی عہ اور عام کاغذ کی صرف ۱۲ر مقرر کی گئی ہے۔ جو احباب عہ پیشگی ادا کر چکے ہیں ان کی زائد رقم واپس کر دی جائے گی۔ یا عام کاغذ کی دو دو جلدیں بھجوائی جائیں گی۔ احباب اور جماعتیں اپنی مطلوبہ تعداد سے جلد مطلع فرمائیں۔ اور جلسہ سالانہ پر یہ کتاب حاصل کر لیں۔

(انچارج تالیف و تصنیف)

ضرورت رشتہ!

ایک مخلص احمدی دوست عمر ۲۴ سال تعلیم میٹرک مستقل سرکاری ملازم تنخواہ ۱۲۰/۰ روپیہ ماہوار کے لئے تعلیم یافتہ شہری لڑکی کا رشتہ مطلوب ہے۔ خود شمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ (حمید احمد انچارج دفتر زائرین ربوہ)

صدر لجنات اماء اللہ متوجہ ہوں

مرکز سے صدر لجنات کو رسالہ مصباح گذشتہ ماہ سے وی پی کیا جا رہا ہے۔ تمام صدر صاحبات یہ وی پی اپنی لجنہ کے مرکزی فنڈ سے وصول کریں۔

ہر لجنہ اماء اللہ کیلئے رسالہ مصباح کا خریدار ہونا لازمی ہے۔ پس امید کرتی ہوں کہ کسی لجنہ کی طرف سے وی پی واپس نہیں کیا جائے گا۔ (جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ)

اعلان دار القضاء

بمطابقہ ملک غلام ربانی صاحب لاہور نواب محمد احمد خان صاحب اپیل نواب محمد احمد خان صاحب بعدم پیروی ۱۱ کو خارج کر دی گئی ہے۔ میعاد منسوخی فیصلہ ایک ماہ ہے نواب صاحب موصوف کو چونکہ معمولی طریق سے اطلاع نہیں ہو سکی۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا انہیں اطلاع دی جاتی ہے۔ (ناظم دار القضاء سلسلہ احمدیہ ربوہ پاکستان)

مکرم سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا کی مراجعت

محترم سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا سترہ سال کا طویل عرصہ جزائر انڈونیشیا میں فرائض خدمت اسلام بجا لانے کے بعد کچھ عرصہ کے لئے پاکستان تشریف لا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بخیریت منزل مقصود تک پہنچائے۔ آپ کو تحریک جدید کے ابتدائی واقفین میں سے ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ وقف کے بعد آپ کو ۱۹۳۶ء میں سلسلہ تبلیغ سنگاپور بھجوایا گیا۔ جہاں آپ نے ڈیڑھ سال تک اپنے فرائض جوش و سلوبی کے ساتھ سر انجام دیئے۔ اس کے بعد آپ کو انڈونیشیا متعین کیا گیا۔ جہاں اس وقت سے لے کر آپ اب تک تبلیغ اسلام کے لئے بیش قیمت خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔

کچھ عرصہ سے آپ درد گردہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں لیکن اس کے باوجود اپنے فرائض کو نہایت خوبی محنت اور جانفشانی سے ادا کر رہے ہیں۔

آپ چھ ماہ کی رخصت پر تشریف لا رہے ہیں۔ جس کے بعد آپ دوبارہ اپنے مشن کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی تمام قربانیوں کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔

(وکیل التبشیر)

خدا تعالیٰ کے دین میں سستی اور غفلت کرنیوالے خود اپنا نقصان کرتے ہیں

(۱) "یاد رکھو! خدا تعالیٰ کے کام ہو کر رہیں گے۔ اور بندوں کی سستی اور غفلت ان میں کوئی حرج پیدا نہیں کر سکتی۔ وہ جو سستی کرتا ہے۔ خود اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو خدا تعالیٰ کے فضلوں سے محروم کرتا ہے۔"

(۲) "خدا تعالیٰ کا دین زید کا بکر کا محتاج نہیں۔ اگر زید یا بکر پہلی آواز دینے والوں میں سے نہیں تو خدا تعالیٰ دوسرے ثواب کی پہلی آواز بھی انہی تک پہنچا دیتا ہے۔"

(۳) "لیکن اگر وہ اس آواز کو نہ سنیں۔ اور اس کی طرف سے اپنے کان بہرے کر لیں۔ تو پھر وہ اور دوسرے شخصوں کو آگے لے آتا ہے۔ تاکہ وہ اس کے دین کی خدمت کریں۔"

(۴) "خدا تعالیٰ کی فوج میں تھک جانے والے اور ملال پیدا کرنے والے اور ہتھیار پھینک دینے والے اور نتائج کے متعلق جلد بازی کرنے والے کبھی قبول نہیں ہوتے۔"

(۵) "سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور سے یہ آواز بلند ہو چکی ہے۔ اور آپ کے کان تک پہنچ چکی ہوگی تحریک جدید کے دفتر اول کے مجاہدین۔ تحریک جدید دور ثانی دفتر اول سال اول کے لئے زیادہ قربانی کر کے اپنا وعدہ حضور میں پیش فرمائیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اپنا عمل بھی یہی ہے۔ کہ انیسویں سال پر اضافہ کر کے وعدہ فرمایا ہے۔ اس لئے کہ بیرونی ممالک میں جو تبلیغ اسلام کا فریضہ سر انجام دیا جا رہا ہے۔ وہ تحریک جدید کو مجبور کر رہا ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ راہ خدا میں قربانی کی جائے۔"

(۶) جو احباب دفتر دوم میں شامل ہیں۔ وہ دسویں سال کے لئے اپنے نویں سال سے اضافہ سے وعدہ ادا کر کے ادا کریں۔ اور وہ جو ابھی تک کسی نہ کسی وجہ سے جہاد میں شامل نہیں۔ وہ اس فکر میں ہیں۔ اللہ کا نام لے کر تحریک جدید کے اس دائمی ثواب میں شامل ہو کر دوسرے بھائیوں کے شانہ بشانہ اس جہاد کبیر میں صف آرا ہوں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

(وکیل المال تحریک جدید)

خدام الاحمدیہ کا مالی ہفتہ ۸ سے ۱۵ دسمبر ۱۹۵۳ء تک

خدام الاحمدیہ کا موجودہ مالی سال ۳۱ جنوری ۱۹۵۴ء کو ختم ہو رہا ہے۔ اس کے بعد نئے سال میں نئے عہدیدار کام کریں گے۔

نئے عہدیداران کے لئے دلجمعی سے کام کرنے کے سلسلے میں یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ ان کو گذشتہ سال کے بقایاجات کی وصولی کی فکر سے آزاد کر دیا جائے۔

اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے مجلس عاملہ مرکزیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ آٹھ دسمبر سے پندرہ دسمبر ۱۹۵۳ء تک تمام مجالس اپنے ہاں مالی ہفتہ منا کر سال رواں کے مجلس کے بقایاجات وصول کریں۔ مرکز میں بھجوا کر حساب صاف کر دیں۔ تا آئندہ سال نئے عہدیداروں کے ذمہ گذشتہ سال بقایاجات کی وصولی کا کام نہ ہو۔ اس میں مجلس کے ہر قسم کے چندے مثلاً چندہ مجلس، چندہ اجتماع، چندہ دفتر تعمیر، چندہ رسالہ خالد وغیرہ شامل ہیں۔

میں تمام مجالس کے قائدین سے امید کرتا ہوں۔ کہ وہ اس مالی ہفتہ کو کامیاب بنا کر ممنون فرمائیں گے۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۵۳ء تک جس قدر رقم وصول ہو۔ اس کی تفصیلات کے ساتھ اسے مرکز میں بھجوا دیں۔

(مہتمم خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

کفر کے فتویٰ کا مطلب یہ نہیں کہ کسی فرقہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا جائے

خواجہ ناظم الدین کے بیان کا بقیہ حصہ

وکیل نے جرح جاری رکھتے ہوئے گواہ سے پوچھا۔ کہ کیا قائد اعظم کا خیال نہیں تھا۔ کہ پاکستان میں مسلمانوں اور غیر مسلموں پر مشتمل متحدہ قوم ہو۔ جسے شہریت کے مساویانہ حقوق حاصل ہوں؟ خواجہ ناظم الدین نے جواب دیا۔ تقسیم سے دو تین مہینے بعد ان کا یہ نظریہ نہیں تھا۔ کیونکہ اس وقت انہوں نے پاکستان مسلم لیگ کی از سر نو تنظیم کی حمایت کی تھی۔ ڈھاکہ میں انہوں نے جو تقریریں کیں۔ ان سے بھی یہی اثر لیا جاسکتا ہے۔ سوال:۔ کیا مسلم لیگ کی از سر نو تنظیم سے قائد اعظم کا مقصد یہ نہیں تھا۔ کہ حکومت چلانے کے لئے ایک سیاسی پارٹی کا انتظام کیا جائے؟ جواب:۔ مجھے اس سے اتفاق نہیں۔ یہ بات شک و شبہ سے بالا ہے۔ کہ وہ چاہتے تھے۔ کہ مسلم لیگ پارٹی ہی کاروبار حکومت چلائے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہے۔ کہ وہ یہاں اقلیت کی موجودگی کی ضرورت محسوس کرتے تھے۔ سوال:۔ کیا آپ کو وہ الفاظ یاد ہیں۔ جو قائد اعظم نے کراچی میں دستور ساز اسمبلی کے پہلے اجلاس میں کہے؟ جواب:۔ ہاں مجھے وہ تقریر یاد ہے۔ کیونکہ حزب مخالف بنیادی اصول کی رپورٹ پر بحث کے دوران میں اس کا حوالہ اکتا دینے والی حد تک دیتی رہی۔ سوال:۔ قائد اعظم نے اگست ۱۹۴۷ء میں دستور ساز اسمبلی کے پہلے اجلاس میں جو تقریر کی۔ اس کا ذیل کا اقتباس ملاحظہ کیجیے۔ اور بتائیے۔ اس میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ کیا آپ کو ان سے اتفاق ہے؟:۔ "آپ آزاد ہیں۔ اس مملکت پاکستان میں آپ کو مندر جانے کی آزادی ہے۔ آپ کو مسجد یا دوسرے معبد میں جانے کی آزادی ہے۔ آپ کا مذہب۔ ذات یا عقیدہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اس کا ریاست کے کام سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہم اس بنیادی اصول سے چل رہے ہیں۔ کہ ہم سب ایک ریاست کے شہری ہیں۔ برابر کے درجے کے شہری ہیں۔ ہمیں یہ بات اپنے مثالی مطمح نظر کے طور پر سامنے رکھنی چاہیئے۔ آپ دیکھیں گے۔ کہ ایک وقت آئے گا۔ جب ہندو ہندو نہیں رہیں گے۔ اور مسلمان مسلمان نہیں رہیں گے۔ مذہبی طور پر نہیں۔ کیونکہ یہ ہر فرد کا ذاتی عقیدہ ہے۔ بلکہ سیاسی طور پر کیونکہ وہ سب ایک ہی ریاست کے شہری ہوں گے۔" جواب:۔ میں اس خیال سے اس حد تک متفق ہوں۔ جس حد تک ایک اسلامی ریاست کے تصور سے ہم آہنگ ہے۔

عدالت نے خواجہ ناظم الدین سے پوچھا۔ کہ کیا یہ رائے اسلامی ریاست کے تصور سے ہم آہنگ ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ مجھے اس سے تعلق نہیں۔ کہ مذہب انسان کا ذاتی معاملہ ہے۔ مجھے اس بات سے بھی اتفاق نہیں۔ کہ ایک اسلامی ریاست میں ہر شخص کو خواہ اس کی ذات عقیدہ یا ایمان کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ مساویانہ حقوق حاصل ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے۔ کہ اس میں اسلامی ریاست ہی کی کوئی تخصیص نہیں۔ کیونکہ اکثر دوسرے ملکوں میں بھی مخصوص عقائد کے پیروؤں کو خاص حقوق حاصل ہیں۔ مثلاً انگلستان میں بادشاہ "حامی دین" ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ چرچ آف انگلینڈ کا پیرو ہو۔

اس موقعہ پر مسٹر بشیر احمد بھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی طرف سے پیش ہوئے۔ وکیل نے گواہ سے پوچھا۔ کیا وہ دوسرے لفظوں میں علماء سے اتفاق کرتے ہیں۔ کہ ایک ایسی اسلامی ریاست بننی چاہیئے۔ جس میں غیر مسلموں کے حقوق مسلمانوں سے مختلف ہوں؟

خواجہ ناظم الدین نے پھر کہا۔ میں پاکستان کے عوام کی اکثریت سے اس بات پر متفق ہوں۔ کہ ہمیں ایک ایسی اسلامی ریاست بنانی چاہیئے۔ جس میں اس کے اسلام کے تمام متضمنات موجود ہوں۔ لیکن یہ ضروری نہیں۔ کہ اس میں غیر مسلموں کے حقوق مسلمانوں سے کم ہوں۔ خواجہ ناظم الدین نے مزید کہا۔ کہ ان کے حقوق تقریباً مسلمانوں کے برابر ہوں گے۔ انہوں نے اس امر کی تردید کی۔ کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ ان معنوں میں ہے کہ ان کے حقوق غیر مسلموں سے مختلف ہیں۔

وکیل نے پھر قائد اعظم کی اس تقریر سے ایک اور اقتباس گواہ کو پڑھ کر سنایا۔ جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

"اگر آپ ماضی کو بھول کر اور لڑائی جھگڑے کو ختم کر کے تعاون سے کام کریں گے۔ تو آپ کی کامیابی یقینی ہے۔ اگر آپ اپنی ماضی کو بدل لیں۔ اور اس جذبے کے تحت کام کریں۔ کہ آپ میں سے ہر ایک چاہے وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ چاہے ماضی میں اس کے آپ کے تعلقات کچھ ہی کیوں نہ رہے ہوں۔ چاہے اس کا رنگ ذات اور نسل کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ وہ اول دوم اور آخر اس ریاست کا شہری ہے۔ جسے برابر کے حقوق اور مراعات حاصل ہیں۔ اور جس پر برابر کے فرائض بھی عائد ہوتے ہیں۔ تو آپ کی ترقی کی کوئی انتہا نہیں ہوگی۔"

وکیل نے پوچھا۔ کیا جن نظریات کا اظہار اس تقریر میں کیا گیا ہے۔ وہ اسلامی ریاست کے تصور سے ہم آہنگ ہیں؟

خواجہ ناظم الدین نے کہا۔ اس کے دو جواب ہیں۔ اول یہ کہ اگر ہم فرض کریں۔ کہ قائد اعظم اسلامی ریاست کے حق میں تھے۔ تو ان کے تمام ارشادات اس ریاست کے تصور کے تابع ہوں گے۔ دوسرے جب ہم یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ افراد کے حقوق برابر ہیں۔ تو ان الفاظ سے بعض شرائط وابستہ ہیں۔

مثال کے طور پر جب آزادیٔ تقریر اور اخبارات کی آزادی کی حمایت کرتے ہیں۔ تو وہ آزادی بھی مشروط ہوتی ہے۔ لہذا اس کو بے راہ روی کی حد تک نہیں بڑھنا چاہیئے۔ اسلام ایک لچکدار مذہب ہے۔ اور وہ بدلتے ہوئے حالات کے مطابق چیزوں کو موڑ لینے کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن اس میں بنیادی اصول کو برقرار رکھنا ضروری ہے۔ انہوں نے تسلیم کیا۔ کہ ان شرائط میں مذہب کی بنیاد پر آنے والی بعض کوتاہیاں بھی شامل ہیں۔

وکیل نے اسی تقریر کا پھر ایک اور حصہ پڑھا۔ میں اس بات پر جتنا بھی زور دوں کم ہے۔ ..... ہمیں اس جذبے کے ماتحت کام کرنا شروع کرنا چاہیئے۔ اس طرح اکثریت اور اقلیت یعنی ہندو اور مسلمان دونوں فرقوں کے تمام تبدیلی اور تغیر قبول نہ کرنے والے مظاہر غائب ہو جائیں گے۔ اس وقت یہ مظاہر مسلمانوں میں بھی موجود ہیں۔ اور ہندوؤں میں بھی۔ مسلمان میں پٹھان۔ پنجابی۔ شیعہ۔ سنی وغیرہ ہیں۔ اس کے سبب تقسیمیں اس جذبے کے تحت کام کرنے سے جاتی رہیں گی۔ اگر آپ مجھ سے پوچھیں تو میں آپ سے کہوں گا۔ کہ ہندوستان کی آزادی اور خود مختاری کے راستے میں یہی سب سے بڑی رکاوٹ رہی ہے۔ اور اگر یہ نہ ہوتا۔ تو ہم بہت عرصہ پہلے آزاد ہو چکے ہوتے۔"

جب خواجہ ناظم الدین سے پوچھا گیا۔ کیا وہ اس سے متفق ہیں۔ تو انہوں نے کہا۔ میں متفق تو ہوں۔ لیکن یہ خیالات اسلامی ریاست کے تصور کے مطابق ہیں۔

خواجہ ناظم الدین نے کہا۔ قائد اعظم جو کچھ چاہتے تھے۔ وہ یہ تھا۔ کہ فرقہ دارانہ مذہبی اور صوبائی اختلافات پر حد سے زیادہ زور نہیں دینا چاہیئے۔ قائد اعظم کی تقریر کی تاویل اسی ماحول کو پیش نظر رکھ کر کرنی پڑے گی۔ جس میں یہ تقریر کی گئی۔ یہ تقریر انہوں نے نئی دستور ساز اسمبلی کے افتتاح کے موقع پر کی۔ نئی ریاست دو قوموں کے نظریہ پر وجود میں آرہی تھی۔ اس کے قیام کی مساعی کے دوران میں فرقہ وارانہ بنیادوں پر سخت جھگڑا رہا۔ پاکستان میں غیر مسلموں کی ایک بہت بڑی تعداد ٹھہر رہی تھی۔ قائد اعظم نے ریاست کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے اور بذات خود اکثریت والے فرقے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے اپنا یہ فرض سمجھا۔ کہ وہ اقلیتی فرقے میں اعتماد پیدا کریں۔ کیونکہ وہ فرقہ قدرتی طور پر اس لئے اعصابی کشمکش میں مبتلا تھا کہ اسے اس کی مرضی کے خلاف پاکستان کا شہری بننا پڑا۔

عدالت نے پھر گواہ سے پوچھا۔ کہ قائد اعظم نے اپنی تقریر میں ریاست کے تصور سے متعلق جو نظریہ پیش کیا ہے اسے ذہن میں رکھتے ہوئے گواہ کے خیال میں اس مطالبے کے متعلق قائد اعظم کی کیا رائے ہوتی۔ کہ عوام کے ایک خاص حصے کو مذہبی بنیادوں پر اقلیت قرار دے دیا جائے؟

خواجہ ناظم الدین نے کہا۔ کہ اگر قائد اعظم زندہ ہوتے۔ تو وہ ان مطالبات کو مانے بغیر اس کا ایسا حل تلاش کر لیتے۔ جس میں مصیبت کی اصل بنیاد یعنی احمدیوں کے تبلیغی رجحانات کا خاتمہ ہو جاتا۔ قائد اعظم احمدیوں سے بھی اپنا حل منوا لیتے۔

گواہ نے منظوری سے مولانا مودودی کے قادیانی مسئلہ کا ایک حصہ پڑھا۔ جو احمدیوں کے تبلیغی رجحانات سے متعلق تھا۔

وکیل نے گواہ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی۔ کہ ابھی انہوں نے ذیل کا پیرا پڑھا ہے "یہ ایک حقیقت ہے کہ قادیانیوں کے علاوہ بعض دوسرے فرقے بھی ہیں۔ جو اسلام کے بنیادی اصول کے متعلق مسلمانوں کی اکثریت سے جداگانہ نظر رکھتے ہیں۔ اور ان سے مذہبی اور معاشری روابط منقطع کر چکے ہیں۔ اور اپنے آپ کو علیحدہ فرقوں کی صورت میں منظم کر لیا ہے۔ لیکن ان کا معاملہ قادیانیوں سے بالکل مختلف ہے۔ انہوں نے صرف مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔ لیکن قادیانیوں کی طرح اپنے آپ کو اسلامی معاشرہ میں گھسا کر افتراق انگیزی کی مثال پیش نہیں کی اس لئے ان کو کسی حد تک نظر انداز کیا جاسکتا ہے لیکن قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے اسلامی معاشرے میں سرایت کرتے ہیں۔ وہ اپنے نظریات کی تبلیغ اسلام کے نام پر کرتے ہیں۔ وہ ہر جگہ متنازعہ فیہ مسائل پر بحث کا باب کھولتے ہیں۔ وہ ایک جارحانہ طریق پر اپنی تبلیغی مہم چلاتے ہیں۔ اور مسلم معاشرہ کی قیمت پر اپنے ہم عقیدہ افراد کی تعداد میں اضافہ کرنے کی مساعی میں مصروف رہتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ مسلمانوں کے درمیان دائمی انتشار پھیلانے والی طاقت بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ ان سے بھی دوسرے غیر جارحانہ فرقوں کی سی رعایت برتی جائے۔" سوال:۔ آپ کہتے ہیں کہ مولانا مودودی نے احمدیوں کے تبلیغی رجحانات اور مسلمانوں میں ان کی انتشار آفرینی کے متعلق جو کچھ کہا ہے۔ آپ اس سے متفق ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟ جواب:۔ کسی حد تک یہ درست ہے۔

سوال:۔ سردار عبد الرب نشتر نے کہا ہے۔ کہ اگر ایک شخص مرزا غلام احمد کو نبی مانتا ہے۔ تو وہ اسے دائرہ اسلام سے خارج تصور کریں گے۔ کیا آپ بھی اس سے متفق ہیں؟ جواب:۔ جیسا کہ میں نے پہلے ہی کہا ہے مجھے اس بات سے اتفاق ہے۔ جس پر نوے فی صدی علماء متفق ہوں۔ ہاں ایسا شخص کافر ہوگا۔ عدالت نے اس مرحلے پر دریافت کیا۔ کہ اگر علماء اس چیز کا اعلان کردیں۔ کہ ایسا آدمی سنگسار کئے جانے کا مستحق ہے۔ تو آپ کے نظریہ کے مطابق اسلامی سٹیٹ میں یہی سزا موزوں ہوگی؟ گواہ نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ "بشرطیکہ اہلیت رکھنے والے علماء ایسا اعلان کردیں۔ کیونکہ میں اسلام کے حکم کی پیروی کروں گا۔"

(باقی صفحہ ۸ پر)

حکومت نے چار اردو روزناموں کے پرچے خریدنے کیلئے ۲ لاکھ ۲۵ ہزار روپے تقسیم کئے

تحقیقاتی عدالت میں سابق ڈائریکٹر تعلقات عامہ میر نور احمد کا بیان

۴ دسمبر کو پنجاب کے سابق ڈائرکٹر تعلقات عامہ میر نور احمد نے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں کہا کہ موسم کے چار اردو روزناموں کے پرچے خریدنے کے سلسلہ میں دو لاکھ پچیس ۲۵ ہزار روپے تقسیم کئے گئے تھے انہوں نے کہا کہ آفاق کو ایک لاکھ، احسان کو ۲۷ ہزار زمیندار کو تیس ہزار اور مغربی پاکستان کو بائیس ۲۲ ہزار روپے دیئے گئے تھے۔ حکومت پنجاب کے وکیل مسٹر فضل الٰہی کی جرح کے جواب میں میر نور احمد نے کہا کہ جولائی ۱۹۵۲ء میں میرے سامنے الزام لگایا گیا تھا کہ مولوی ابراہیم علی چشتی اخبارات میں احمدیوں کے خلاف تحریک کی حمایت میں مضمون لکھ رہے ہیں ان سے پوچھا گیا۔ کہ آپ نے اس الزام کی تصدیق کی میر نور احمد نے کہا۔ میں نے مولوی ابراہیم علی چشتی سے سوال کیا تھا۔ لیکن انہوں نے اس کی تردید کر دی اور کہا میرے متعلق صرف اس بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ میں نے اس موضوع پر اخبارات کو کچھ مواد دیا ہے۔ کیونکہ میں نے ایک نجی گفتگو میں اپنے بعض صحافی دوستوں کی توجہ اس موضوع پر ڈاکٹر اقبال کے رسالے کی طرف مبذول کرائی تھی۔

مسٹر نور احمد نے کہا کہ میں نے انہیں ایسا نہ کرنے اور احتیاط برتنے کا مشورہ دیا۔ کیونکہ اس قسم کے چھوٹے چھوٹے واقعات کی بنا پر۔۔۔۔۔ لوگ بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔

س:۔ کیا آپ سے وزارت داخلہ کے سیکرٹری مسٹر جی احمد کو کوئی جواب دینے کے لئے کہا گیا تھا؟

ج:۔ جی ہاں۔ میں نے حکومت پنجاب کے چیف سیکرٹری کے ذریعے مسٹر جی احمد کی طرف سے ایک تحقیقات کی وضاحت کی تھی انہوں نے کہا تحقیقات یہ تھی کہ مسٹر جی احمد سے کہا گیا تھا کہ محکمہ اسلامیات یا اس سے متعلقہ کوئی اور اخبارات کو ایک طویل عرصہ تک احمدیوں کے خلاف مضمون مہیا کرتا رہا ہے۔ گو میں نے تسلیم کیا کہ میں نے بیان میں مندرجہ ذیل بات کہی تھی۔

اس وقت کے قریب جولائی ۱۹۵۲ء میرے علم میں یہ بات آئی تھی کہ محکمہ اسلامیات کے مسٹر ابراہیم علی چشتی نے اپنی طرف سے اپنے کسی صحافی دوست کو احمدیوں کے خلاف مواد مہیا کیا ہے۔ میں نے ان کو ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔

س:۔ کیا اس شکل میں یہ درست ہے۔

ج:۔ جی ہاں۔ س:۔ یہ صحافی دوست کون تھے؟

ج:۔ میرا خیال ہے۔ کہ میاں محمد شفیع رکن پنجاب اسمبلی ان میں سے ایک تھے دوسروں کے بارے میں میں نہیں کہہ سکتا۔ س:۔ چھپا کردہ مواد کیا تھا۔

ج:۔ احمدیت پر ڈاکٹر اقبال کا رسالہ۔ ابراہیم علی چشتی نے کہا کہ وہ انہوں نے ان کے حوالے نہیں کیا تھا انہوں نے صرف یہ کہا تھا۔ کہ وہ اگر احمدیوں کے خلاف تحریک کے سلسلے میں مطالبات کی حمایت کے لئے دلائل چاہتے ہیں۔ تو وہ اس کے نسخے حاصل کرلیں

س:۔ کیا یہ رسالہ بازار سے حاصل کیا جا سکتا تھا

ج:۔ میں نہیں کہہ سکتا لیکن مجھے معلوم ہے کہ ایک زمانے میں بعض صحافیوں نے اس کے نسخوں کی تلاش کی تھی۔ کسی نے اخبار میں اشتہار بھی دیا تھا کہ کوئی صاحب ان کو اس رسالے کا نسخہ قیمتاً یا عاریتاً دے سکتے ہیں یا نہیں۔

س:۔ مسٹر چشتی کو یہ رسالہ کہاں سے ملا تھا۔

ج:۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ انہوں نے شاید اسے اس سے پہلے پڑھا ہو۔ یا ہو سکتا ہے۔ کہ اس کا کوئی نسخہ محکمہ اسلامیات کی لائبریری میں ہو۔ مسٹر نور احمد نے اعتراف کیا کہ انہوں نے اسمبلی وضاحت کے سلسلے میں انہوں نے حسب ذیل بات بھی کہی تھی سازام کی بنا پر وہ افسوسناک واقعہ ہے جس کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے جو جولائی ۱۹۵۲ء میں ہوا تھا۔ کہ مسٹر ابراہیم علی چشتی نے اپنی طرف سے بعض اخبار نویسوں کو احمدیوں کے خلاف کچھ مواد مہیا کیا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ انہیں سرکاری نوکر ہونے کی وجہ سے اس قسم کی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے فوراً روک دیا گیا تھا

س:۔ کیا یہ بھی درست ہے:۔ ج۔ جی ہاں۔

س:۔ جس مواد کا آپ نے بیان میں ذکر کیا ہے کیا وہ اخبارات میں چھپا تھا؟

ج:۔ جی ہاں۔ ڈاکٹر اقبال کے رسالے سے "آفاق" "زمیندار" "احسان" اور ممکن ہے دوسرے اخبارات نے بھی لمبے لمبے اقتباس شائع کئے تھے۔

س:۔ اس رسالے کے علاوہ کیا ان اخبارات یا دوسرے اخبارات میں کوئی دوسرا مضمون چھپا تھا

ج:۔ جی ہاں۔ س:۔ آپ نے اس جواب میں یہ بھی کیوں نہیں کہا تھا جو آج آپ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ مسٹر چشتی کے خلاف صرف ایک الزام تھا جس کی انہوں نے تردید کر دی۔ علاوہ انہوں نے جو کچھ مہیا کیا وہ احمدیت پر ڈاکٹر اقبال کا صرف ایک رسالہ تھا۔

ج:۔ اپنی وضاحت میں میں نے صرف معاملات کو مختصراً لکھا تھا۔ س:۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ جولائی ۱۹۵۲ء میں جب احمدیوں کے خلاف تحریک اپنے پورے زوروں پر تھی۔ اور اخبارات میں احمدیت

دسمبر ۱۹۵۳ء میں آپکی قیمت اخبار ختم ہے

براہ کرم قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ بعض احباب کا خیال ہوتا ہے۔ کہ جلسہ کے موقعہ پر قیمت جمع کرائیں گے۔ لیکن عموماً یہ ہوتا ہے۔ کہ جلسہ کے دنوں میں بعض احباب کو فرصت نہیں ملتی۔ اور قیمت اخبار موقعہ پر ادا نہیں ہوتی۔ اس صورت میں تاکیداً عرض ہے۔ کہ قیمت اخبار جلسہ سالانہ سے قبل ہی ارسال کرنے کی سعی فرمائیں لہٰذا احباب سے التماس ہے۔ کہ قیمت اخبار جلسہ سالانہ سے قبل ہی بذریعہ منی آرڈر بھجوا کر دعا اور شکریہ کا موقعہ دیں۔ ممنون ہوں گا

(منیجر)

اعلان نکاح

۔۔ مورخہ ۔۔ ۵۳ء کو حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت میرے چھوٹے بھائی حمید الدین صاحب کا نکاح بعوض مبلغ دو ہزار روپیہ حق مہر امۃ القدیر بیگم صاحبہ دختر میاں عبدالغفور صاحب سنوری حال راولپنڈی کے ہمراہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں پڑھا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ کریم اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت فرمائے۔ آمین

(ضیاء الدین احمد دوکان اللہ نور زیورات ربوہ ضلع جھنگ)

کے خلاف مضامین شائع ہو رہے تھے حکومت کی پالیسی ان اخبارات کی ہمت افزائی کرنا نہیں تھی جو اس قسم کی سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ جہاں تک اس تنازع کے متعلق حکومت کی پالیسی کا تعلق ہے وہ ۱۹۵۲ء تک یہی رہی کہ اس میں اس کے سوا کوئی مداخلت نہ کی جائے کہ اخبارات قانون کے خلاف لکھنے سے گریز کریں۔ جولائی ۱۹۵۲ء میں ایک نئی صورت حال یہ پیدا ہو گئی۔ کہ اس تنازعہ نے جو پہلے کبھی کبھی ہوتا تھا۔ بہت زور پکڑ لیا۔ حکومت نے صورت حال سے نپٹنے کے لئے جولائی کے آخر سے پہلے کوئی نئی پالیسی وضع نہیں کی تھی۔ میں نے پرانی پالیسی پر عمل کیا۔ کہ اخبارات کو اس بات کا حق حاصل ہے۔ کہ وہ اگر کسی خاص نظریے کی حمایت یا مخالفت کریں۔ تو اس میں مداخلت نہ کی جائے۔ عدالت کے گواہ کو بتایا۔ کہ انہوں نے کہا تھا۔ کہ وہ حکومت کی پرانی پالیسی پر عمل کرتے رہے ہیں۔ اور ان سے پوچھا۔ کہ کیا حکومت نے نئی پالیسی اختیار کی تھی۔ گواہ نے اس کا جواب اثبات میں دیتے ہوئے کہا۔ کہ یہ جولائی کے تیسرے یا چوتھے ہفتے میں ہوا۔ سوال:- وہ پالیسی کیا تھی۔ جواب:- پالیسی یہ تھی۔ کہ میں اخباروں کو تلقین کروں۔ کہ اس موضوع پر لکھنا ترک کر دیں۔ سوال:- کیا آپ نے اخبارات کو تحریری طور پر حکومت کی اس نئی پالیسی کی اطلاع دی تھی۔ جواب:- نہیں۔ نئی پالیسی یہ تھی۔ کہ میں اثر استعمال کرتے ہوئے اخبارات کو اس موضوع پر لکھنے سے روکوں۔

سوال:- آپ کو یہ نئی ہدایات کس نے دیں؟ جواب:- وزیر اعلیٰ نے۔ سوال:- تحریری طور پر۔ جواب:- نہیں زبانی بحث میں۔ سوال:- آپ کے دفتری ریکارڈ میں اس کے متعلق کوئی نوٹ موجود ہے۔ جواب:- نہیں۔ سوال:- کیا آپ کے محکمے کی پالیسی زبانی ہدایات سے بدل دی جاتی تھی؟ جواب:- اسے شکل سے محکمے کی پالیسی کہا جا سکتا ہے۔ نئی ہدایات کا مقصد یہ تھا۔ کہ ان پر میں ذاتی طور پر عمل کروں۔ جرح جاری رکھتے ہوئے وکیل نے تحریر میں یہ اضافہ کرنے کو کہا۔ کہ پالیسی تبدیل کرنے کے متعلق جولائی کے پہلے ہفتے میں وزیر اعلیٰ کی طرف سے انہیں کوئی ہدایات موصول نہیں ہوئی تھیں۔ میر نور احمد نے کہا۔ میرا خیال ہے۔ کہ وزیر اعلیٰ جولائی کے پہلے ہفتے میں لاہور میں نہیں تھے۔ سوال:- کیا چیف سیکرٹری۔ ہوم سیکرٹری انسپکٹر جنرل پولیس اور ڈی۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ڈی نے جولائی کے پہلے ہفتے میں آپ کو بار بار یہ نہیں کہا تھا۔ کہ آپ ان اخباروں کو منع کریں۔ جو احمدیوں کے خلاف تحریک میں حصہ لے رہے تھے۔ اور عوام کو جوش دلا رہے تھے۔ جواب:- اس وقت تمام افسروں کا تحریک کے متعلق رویہ یہ تھا۔ کہ ایڈمنسٹریشن کو کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے۔ جس سے یہ ظاہر ہے۔ کہ مطالبات کے حق میں ہیں۔ یا مخالف ہیں۔ لیکن کوشش یہ ہونی چاہیئے۔ کہ تشدد شروع نہ ہونے پائے۔ اور ان کو جوش دلانے والی تقریروں اور تحریروں کو دبانا چاہیئے۔

ان حضرات نے مجھے خاص طور پر کچھ نہیں بتایا تھا۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے یہ کہا تھا۔ کہ حکومت ...

سرحد کے کالجوں اور اسکولوں میں اتوار کی بجائے جمعہ کو تعطیل ہوگی

پشاور ۷ دسمبر۔ صوبہ سرحد کے تمام سرکاری کالجوں اور ہائی اسکولوں میں آئندہ اتوار کی بجائے جمعہ کو تعطیل ہوا کرے گی۔ صوبائی حکومت کے محکمہ تعلیمات کے ڈائرکٹر نے تمام سرکاری کالجوں اور ہائی اسکولوں کے پرنسپلوں اور ہیڈ ماسٹروں کو ہدایت بھیجی ہے۔ کہ آئندہ اتوار کی بجائے جمعہ کو تعطیل کی جائے۔

مسٹر تفضل علی کو وزیر تجارت مقرر کر دیا گیا۔ کابینہ میں توسیع کا اعلان

غیاث الدین پٹھان۔ مرتضیٰ رضا چودھری اور امیر اعظم خان وزیر مملکت بنا دیئے گئے

کراچی ۷ دسمبر پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے آج اپنی کابینہ میں توسیع کا اعلان کر دیا۔ جس کی رو سے کابینہ میں ایک وزیر اور تین وزرائے مملکت کا اضافہ کر دیا گیا۔ اس طرح کابینہ پاکستان میں گیارہ وزیر اور تین وزرائے مملکت ہوں گے۔ وزیر اعظم محمد علی نے مشرقی بنگال کے وزیر مال مسٹر تفضل علی کو (کابینہ کا رکن) وزیر منتخب کیا ہے۔ مسٹر غیاث الدین پٹھان۔ مسٹر مرتضیٰ رضا چوہدری اور پنجاب کے سردار امیر اعظم خان وزرائے مملکت مقرر کئے گئے ہیں۔

آج سہ پہر کو مرکزی کابینہ کے چار نئے وزیروں نے اپنے اپنے عہدوں کا حلف اٹھایا ان کے محکموں کی تقسیم حسب ذیل طور پر ہوئی ہے۔ مسٹر تفضل علی وزیر تجارت۔ مسٹر غیاث الدین پٹھان۔ وزیر مملکت برائے زراعت یا ریسرچ دی امور و اقلیتی امور۔ سردار امیر اعظم خان وزیر مملکت برائے دفاع مسٹر مرتضیٰ رضا چوہدری وزیر مملکت برائے خزانہ۔ آج کیبنٹ سکرٹریٹ کے ایک اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ آج مسٹر تفضل علی کو مرکزی کابینہ کا وزیر تجارت اور مسٹر غیاث الدین پٹھان، سردار امیر اعظم خان اور مسٹر مرتضیٰ رضا چوہدری کو وزیر مملکت مقرر کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ چاروں نے آج گورنر جنرل ہاؤس میں گورنر جنرل اور وزیر اعظم کی موجودگی میں اپنے اپنے عہدوں کا حلف اٹھایا۔

کمیونسٹ چین کو اقوام متحدہ کا ممبر بنا لیا جائے گا

آئزن ہاور نے چرچل کی بات مان لی ہے

لندن ۷ دسمبر۔ اغلباً موسم بہار میں کمیونسٹ چین امریکہ کی مخالفت کے بغیر اقوام متحدہ کا ممبر بن جائے گا۔ کل برمودا کانفرنس میں برطانیہ کے وزیر اعظم سر ونسٹن چرچل نے امریکہ کے صدر آئزن ہاور کی اصولی طور پر یہ منظوری حاصل کر لی ہے کہ کمیونسٹ چین کو اقوام متحدہ کا ممبر بنایا جائے۔ چار بڑی طاقتوں کی کانفرنس کے لئے ماسکو کو جو جوابی مراسلہ بھیجا جائے گا۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ نہیں کیا جائے گا۔ کہ امریکہ کمیونسٹ چین کو اقوام متحدہ کا ممبر بنانے کی مخالفت نہیں کرے گا۔ کیونکہ آئزن ہاور نہیں چاہتے کہ اس مرحلہ میں میک آرتھر واقعات کو غلط رنگ دے۔ اقوام متحدہ میں کمیونسٹ چین کو داخل کرنے میں برطانیہ پہل کرے گا۔ اور امریکہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کرے گا۔ کہ وہ اس موقعہ پر خاموش رہے آئزن ہاور واشنگٹن پہنچتے ہی کمیونسٹ چین کے لئے فضا ہموار کرنے کی کوشش شروع کر دیں گے۔

سماترا میں دو جہاز ڈوب گئے

سنگاپور ۷ دسمبر۔ سنگاپور کے دو جہاز جو ایک لاکھ ستر ہزار ڈالر کی مالیت کا چارسوٹی ربڑ لے کر سفر کر رہے تھے۔ بدھ کو وسطی سماترا کے ساحل کے قریب ڈوب گئے۔ لیکن جہاز کے تمام ملازمین جن کی تعداد ۵۳ تھی۔ ڈوبنے سے بچ گئے۔ یہ جہاز طوفان میں گھر گئے تھے۔

تحقیقاتی عدالت میں

خواجہ ناظم الدین کا بیان بقیہ صفحہ ۶

جرح جاری رکھتے ہوئے عدالت نے پوچھا کیا یہ درست نہیں کہ یہ تینوں مطالبات اس فیصلہ کا نتیجہ تھے۔ کہ پاکستان کو اسلامی ریاست بنانا چاہیئے؟

گواہ نے اس پر اصرار کیا۔ کہ کفر کے فتوی کا مطلب ہرگز یہ نہیں۔ کہ ایک فرقہ کو غیر مسلم اقلیت سے بدل دیا جائے۔ خلفاء راشدین کے عین بعد سے موجودہ دور تک متعدد افراد اور جماعتوں کے خلاف کفر کے فتوے دیئے جاتے رہے ہیں۔ لیکن تاریخ اس بات کی کوئی شہادت نہیں دیتی۔ کہ ایسی جماعت کو کبھی مسلمان کی حیثیت سے شہری حقوق سے بھی محروم کیا گیا ہو۔ اس فتوے کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ انہیں ذمی یا معاہد قرار دے دیا جاتا تھا۔ اس لئے میرے خیال میں ان مطالبات کا واسطہ اسلامی مملکت بنانے کے مطالبے سے نہ تھا۔ یہ سوال ان وجوہ سے بالکل مختلف ہے۔ کہ پاکستان کو ایک اسلامی مملکت قرار دیا جائے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اگر پاکستان کو غیر مذہبی مملکت قرار دیا جاتا۔ تب بھی یہ تینوں مطالبات اپنی جگہ قائم رہتے۔ اور انہیں منوانے کے لئے اسی طرح زور دیا جاتا۔ جس طرح اب دیا گیا ہے۔ سوال:- کیا آپ کے نظریہ کے مطابق کسی احمدی کو مسلمانوں کے انتخابی حلقے سے چنا جا سکتا ہے۔ یا اسے مملکت کا سربراہ مقرر کیا جا سکتا ہے؟ جواب:- ہاں خواہ اس کے خلاف ہی کوئی فتوی کیوں نہ ہو۔ (باقی کل)

پاکستانی ہائی کمشنر کی مشرقی پنجاب کے دار الحکومت کو روانگی

نئی دہلی ۸ دسمبر معلوم ہوا ہے کہ پاکستانی ہائی کمشنر برائے بھارت مسٹر غضنفر علی خان ۱۰ دسمبر کو مشرقی پنجاب کے نئے دار الحکومت چانڈی گڑھ کو روانہ ہوں گے۔ اور ۱۲ دسمبر کو واپس دہلی آجائیں گے۔

مصر کے سابق وزیر داخلہ کے خلاف مقدمہ

وفد پارٹی کی غلط راہنمائی کا الزام

قاہرہ ۷ دسمبر سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ مصر کے سابق وزیر داخلہ فواد سراج الدین کے خلاف آئندہ چہار شنبہ سے اس الزام کے تحت مقدمے کی کارروائی شروع ہو جائے گی۔ کہ انہوں نے سابق شاہ فاروق کی خوشنودی کے لئے وفد پارٹی کی پالیسی کو غلط سانچے میں ڈھالا

پاکستان اور ترکیہ کے درمیان فضائی معاہدے کی بات چیت

کراچی ۷ دسمبر۔ حکومت پاکستان ترکی سے ایک فضائی معاہدے کے لئے بات چیت کر رہی ہے۔ جو کافی حد تک کامیاب ہو چکی ہے۔ ترکی سفیر مقیم پاکستان کے کراچی واپس آنے پر اس سلسلہ میں مزید مذاکرات شروع ہوں گے۔ ترکی سفیر گورنر جنرل پاکستان کے دورۂ ترکیہ کے سلسلہ میں ترکی گئے ہوئے تھے۔ حکومت پاکستان نے مشرق وسطےٰ کے بعض ممالک سے جن میں مصر و شام بھی شامل ہیں۔ فضائی معاہدے کر لئے ہیں۔

تہران میں برطانوی سفارت خانہ کا افتتاح

برطانوی وزارت خارجہ کا افسر تہران جا رہا ہے

لندن ۷ دسمبر۔ برطانیہ و ایران میں سفارتی تعلقات کی بحالی کا جو فیصلہ ہوا ہے۔ اس کے تحت برطانوی دفتر خارجہ کا ایک افسر ایران میں برطانوی سفارت خانے کا افتتاح کرنے کے لئے عنقریب ہوائی جہاز کے ذریعہ لندن سے تہران روانہ ہو جائے گا۔ سرکاری طور پر معلوم ہوا ہے۔ کہ جب تک ایران و برطانیہ ایک دوسرے ملک میں اپنے اپنے سفیروں کو نامزد نہ کر دیں۔ وہاں ناظمان امور کام کرتے رہیں گے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جب تک مسٹر ایڈن برمودہ سے واپس نہ آجائیں۔ ایران میں برطانیہ کا ...

... کے حامی اخبار نظم و نسق کے متعلق امداد نہیں دے رہے۔ انہوں نے مجھے یہ کہا تھا۔ کہ ان اخباروں کو چاہیئے۔ کہ وہ نظم و نسق کے امور میں زیادہ مدد دیں۔ (نامکمل)